ابرار خٹک

# ایران میں اقبال شناسی ۱۹۵۰ء سے ۱۹۵۸ء تک
## چند توجہ طلب پہلو

پاکستان اور ایران صدیوں سے تاریخی، مذہبی، ثقافتی، علمی و روحانی رشتوں میں منسلک ہیں۔ مذہب اسلام نے جہاں ان کے دلوں کو اخوت و برادری کی لڑی میں پرویا ہے، وہاں جغرافیائی، تہذیبی و ثقافتی ولسانی روابط نے ان کے ذہنوں اور جذبوں کو بھی ایک دوسرے سے ہم آہنگ کر دیا ہے۔ علامہ اقبال اور ایران کا تعلق بھی دراصل انہی تاریخی صداقتوں کا امین ہے۔ اُنھوں نے اپنے شاعرانہ الہامات اور حکیمانہ افکار کی مدد سے اگر ایک طرف جنوبی ایشیا میں عظیم انقلاب برپا کر کے ایک جدید اسلامی نظریاتی مملکت پاکستان کی بنیاد رکھی تو دوسری طرف خود ایران میں انقلابِ اسلامی کی حسین عمارت کی بنیادوں میں بھی فکرِ اقبال کی روح پرور جھلک نمایاں نظر آتی ہے، جس کے اعتراف میں خود اہلِ ایران بھی رطب اللسان ہیں۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد کے ایم فل اقبالیات کے ریسرچ اسکالر کی حیثیت سے مجلّہ پیغام آشنا کی اقبال شناسی[۱] کے موضوع پر تحقیقی مقالے کی تحریر کے دوران مجھے ۸۷ سے زائد مضامین و مقالات، جن کا تعلق اقبال کی شخصیت وفکر وفن سے تھا کے تحقیقی وتنقیدی تجزیے کا موقع ملا جن میں اقبال و ایران کے حوالے سے لکھے گئے مختلف النوع مضامین و مقالات بھی شامل تھے۔ اقبال و ایران کا تعلق چونکہ ہشت پہلو نسبتوں کا حامل ہے، اس لیے یہ میرے لیے

خصوصی دلچسپی کا باعث بنا۔ پیغام آشنا، شمارہ ۱۱،۱۲، (خصوصی اقبال نمبر) میں ڈاکٹر ندیم شفیق ملک کا مضمون:

"Iqbal Day: Celebrations in Iran as Reflected in the English Dailies of Pakistan, 1950 to 1953 and 1957-58."[2]

شامل ہے۔ اسی موضوع پر ڈاکٹر عبدالحمید عرفانی کی کتاب ''اقبال ایرانیوں کی نظر میں'' بھی ۱۹۵۰-۱۹۵۵/۶ء کے ایام اقبال در ایران کا احاطہ کرتی ہے۔ ذیل میں ان دونوں کا تحقیقی و تنقیدی موازنہ پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ یہ موازنہ جہاں متعلقہ دور میں ہر یومِ اقبال کی مکمل تصویر سامنے لانے میں مددگار ثابت ہوا، وہاں اس کی بدولت دونوں مصنّفین کے کچھ کمزور پہلو بھی سامنے آئے۔

''دی سول اینڈ ملٹری گزٹ'' کراچی، ۲۱۔ اپریل ۱۹۵۰ء (اطلاعی خبر)، ''دی سول اینڈ ملٹری گزٹ''، لاہور، ۲۲۔ اپریل ۱۹۵۰ء، ''دی خیبر میل''، پشاور، ۲۶۔ اپریل ۱۹۵۰ء، ''دی سول اینڈ ملٹری گزٹ''، کراچی، ۲۳۔ اپریل ۱۹۵۰ء، دی پاکستان ٹائمز، ۲۴۔ اپریل ۱۹۵۰ء کی اخباری رپورٹوں کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے ڈاکٹر ملک لکھتے ہیں کہ تہران کے پاکستانی سفارت خانے میں یومِ اقبال کی تقریب کا انعقاد کیا گیا جس میں ایران کے مشہور شعرا، ارکانِ کابینہ، ممبرانِ سینٹ اور سفارتکاروں نے شرکت کی۔ ریڈیو تہران نے کارروائی براہِ راست نشر کی۔ ملک الشعرا بہار نے تقریب کی صدارت کی اور سفیر پاکستان راجہ غضنفر علی خان نے اپنی تقریر میں انگریزوں کی غلامی سے نجات کے لیے پاکستان کی صورت میں آزاد مملکت کے قیام کو فکرِ اقبال کا نتیجہ قرار دیا۔

اس موقع پر ملک الشعراء نے صدارتی خطبہ دیا۔[۴] جسے مضمون نگار نے اخبارات کے حوالے سے یوں پیش کیا ہے:

"Bahar in a scholarly speech referred to Iqbal's contribution to poetry and called the present age as "the Age of Iqbal". He

maintained that Iqbal's poetry was the quintessence of nine hundred years cultural relations between Iran and Pakistan."[5]

سرمد اور شکیب نے اس موقع پر قصیدے پیش کیے۔[۶]

یومِ اقبال ۱۹۵۰ء و مابعد کے بارے میں پاکستانی انگریزی اخبارات کی یہ خبریں جنہیں اب تاریخی دستاویزات کی حیثیت حاصل ہو چکی ہے، ایران میں اقبال شناسی کی روایت کے حوالے سے تحقیقی نقطۂ نظر سے بڑی اہم ہیں۔ ان کے ذریعے بعض ایسے حقائق سامنے آ رہے ہیں جن کی بنیادیں اب تک محض حافظے اور اندازوں پر تھیں۔ مثلاً یومِ اقبال کی اس تقریب کے متعلق ''اقبال ایرانیوں کی نظر میں'' کے مصنف ڈاکٹر عبدالحمید عرفانی لکھتے ہیں:

بہار نے بیٹھے بیٹھے اپنا خطبہ پڑھا جس میں اقبال کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ اقبال ہمارے نو سو سالہ اسلامی مجاہدات کا نمائندہ ہے۔ اسی جلسہ میں ایران کے سابق وزیر اعظم سیّد ضیاء الدین طباطبائی نے اقبال سے فلسطین میں اپنی ملاقات کا ذکر کیا اور ان کے مندرجہ ذیل دو اشعار کو اپنی تقریر کا موضوع بنایا۔[۷]

ہر کہ او را قوت تخلیق نیست پیش ما جز کافر و زندیق نیست
بندۂ آزاد را آید گران زیستن اندر جہان دیگران[۸]

جہاں تک ایران کے سابق وزیر اعظم ضیاء الدین طباطبائی کی یومِ اقبال ۱۹۵۰ء میں شرکت کا تعلق ہے، حقیقت اس کے برعکس ہے۔ اُنہوں نے یہ شرکت یومِ اقبال ۱۹۵۱ء میں کی تھی نہ کہ تقریب مذکورہ بالا میں، جس کی تفصیل اگلے صفحات میں آئے گی۔ اسی طرح مصنف کتابِ مذکورہ نے ایران کے متعلق لکھا ہے کہ ''سب سے پہلے ایران کے جس وزیر اعظم نے یومِ اقبال کے موقع پر اپنی طرف سے پیغام بھیجا وہ آقائے حسین علاء ہیں۔ یہ پیغام انہوں نے یومِ اقبال ۱۹۵۰ء کے موقع پر دیا۔''[۹] حالانکہ موصوف نے یہ پیغام ۱۹۵۱ء کے یومِ اقبال کے لیے ارسال کیا تھا، جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

۱۹۵۱ء کی اس تقریب کی کارروائی بھی ریڈیو تہران نے براہِ راست نشر کی تھی جبکہ

شرکائے تقریب میں ایران کے مشہور شعرا، ارکانِ کابینہ، ممبرانِ سینیٹ اور سفارتکار شامل تھے۔ سفیر پاکستان راجہ غضنفر علی خان نے اس موقع پر ایک فکر انگیز تقریر کی تھی۔ یہ وہ اہم معلومات ہیں جس کی تفصیل مذکورہ کتاب میں نہیں ملتی۔

ڈان، کراچی، ۲۸۔ اپریل ۱۹۵۰ء نے پاکستانی تنظیموں کے حوالے سے خبر شائع کی کہ ۲۱۔ اپریل ۱۹۵۰ء کو (آبادان) میں یومِ اقبال منایا گیا، جس میں بہت سے پاکستانیوں، ہندوستانیوں اور ایرانیوں نے شرکت کی۔ مذکورہ اجلاس میں آبادان کے گورنر نے شرکت کی اور فارسی، انگریزی اور اُردو میں اقبال کی شخصیت اور فکر وفن پر تقاریر کیں۔ ۲۰۔ اپریل ۱۹۵۰ء کے ڈان کراچی کے مطابق خرم شہر میں بھی یومِ اقبال کی ایک تقریب منعقد ہوئی جس میں مقررین نے اقبال کی اسلام کے حوالے سے شاعرانہ خدمات پر روشنی ڈالی۔[۱۰]

ان دونوں تقاریب کی روداد 'اقبال ایرانیوں کی نظر میں' اور 'ایران اقبال'[۱۱] از ڈاکٹر عبدالحمید عرفانی میں نہیں ملتیں۔ ایران میں اقبال شناسی کی روایت کے حوالے سے اس معلومات کو بھی ایک اہم اضافہ قرار دیا جاسکتا ہے، جس سے یقیناً ایران میں تہران سے باہر اقبال سے محبت اور اقبال شناسی کی روایت پر روشنی پڑتی ہے۔

ڈان، کراچی، ۳۰۔ اپریل ۱۹۵۰ء کے مطابق ۲۴۔ اپریل ۱۹۵۰ء کو فرہنگستان ایران میں یوم اقبال کی تقریب منعقد ہوئی جس میں علی اصغر حکمت نے اقبال پر ایک عالمانہ تقریر کی اور ان کی فارسی شاعری کے حوالے دیئے۔ مصنف کتاب 'اقبال ایرانیوں کی نظر میں' نے اس تقریب کی تاریخ انعقاد نہیں لکھی، بلکہ ''چند دن کے بعد'' کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔[۱۲] لہٰذا اس اخباری رپورٹ کے ذریعے ۲۴۔ اپریل ۱۹۵۰ء کی تاریخ کا تعین ہو جاتا ہے۔ یاد رہے کہ علی اصغر حکمت (سیاست دان وسابقہ سفیر ایران در ہندوستان) وہی شخص ہیں جن کو محیط طباطبائی نے فردوسی کی ہزار سالہ تقریبات میں علامہ اقبال کو دعوت دینے کی تجویز پیش کی تھی مگر ان کی یہ تجویز عملی جامہ نہ پہن سکی، بعد میں ''بدلے حالات'' میں اُنھوں نے علامہ اقبال کو منظوم خراجِ عقیدت بھی پیش کیا تھا۔''[۱۳]

دی سول اینڈ ملٹری گزٹ، کراچی ۲۴۔ اپریل ۱۹۵۱ء پاکستان آبزرور، ڈھاکہ، ۲۴۔ اپریل ۱۹۵۱ء، ڈان، کراچی، ۲۴-۲۵۔ اپریل ۱۹۵۱ء، دی مارننگ نیوز، ۲۶۔ اپریل و ۲۷۔ اپریل ۱۹۵۱ء کے مطابق ۲۱۔ اپریل ۱۹۵۱ء کو پاکستان ایمبیسی (تہران) میں عظیم الشان یومِ اقبال کا انعقاد عمل میں آیا جس میں ۴۰۰ مہمانوں نے شرکت کی، جن میں اسلامی سفارتخانوں کے سربراہان، ایرانی کابینہ کے ارکان، اہلکاران حکومت، ادبا و شعرا شامل تھے۔ پاکستان سفارت خانے کو رنگا رنگ جھنڈیوں سے سجایا گیا تھا اور بینرز پر خط نستعلیق میں اقبال کے اشعار لکھے گئے تھے۔ ایرانی سینیٹ کے سربراہ حسن تقی زادہ نے صدارت کی۔[۱۴] وزیراعظم حسین علاء نے اس موقع پر خاص طور پر پیغام ارسال کیا۔ ان کے علاوہ ایران کے ایک ممتاز سیاستدان اور سابق وزیراعظم سیّد ضیاء الدین طباطبائی نے اقبال کے ساتھ فلسطین میں اپنی ملاقات کا ذکر کیا۔ انہوں نے قرآن کو فکرِ اقبال کا سرچشمہ قرار دیا۔ ڈاکٹر ملک نے وزیراعظم حسین علاء کے پیغام کو ان الفاظ میں پیش کیا ہے:[۱۵]

Iqbal combined materialistic science and philosophy of Europe with spiritual mysticism of the East and ever remained convinced of the latter's ultimate greatness."[15]

تقریب میں شریک ایک ہندوستانی سفارت کار نے علامہ اقبال کو شاعر انسانیت قرار دیا۔ اس موقع پر علی اصغر حکمت، سعید نفیسی[۱۶] لطف علی صورتگر[۱۷] محمد مُعین اور حسین خطیبی نے اقبال کی شخصیت اور فکر وفن کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور اور درباری شاعر سرمد نے قصیدہ پڑھا۔ علامہ دہخدا باوجود ضعف کے تقریب میں شریک ہوئے اور انہوں نے اقبال کے متعلق فی البدیہہ کچھ اشعار کہے[۱۸] اور مشہور گلوکار ہادی زادہ نے اقبال کے اشعار گائے --- اس موقع پر اقبال کی تصاویر بھی تقسیم کی گئیں۔ پاکستانی سفیر راجہ غضنفر علی خان نے پاکستان و ایران کے تعلقات کے سلسلے میں اقبال کی اہمیت بیان کی اور ضرب کلیم[۱۹] کا حوالہ دے کر ایرانیوں کو دُنیا میں امن کے حوالے سے ان کی ذمہ داریاں یاد دلائیں۔ ریڈیو تہران نے کارروائی براہِ

راست نشر کی، ریڈیو نے یومِ اقبال کے لیے تیار کردہ بعض مخصوص دھنیں بھی پیش کیں جو پورے ایران میں ذوق وشوق سے سنی گئیں۔[۲۰] اس غیر معمولی تقریب کی روداد 'اقبال ایرانیوں کی نظر میں' میں نہیں ملتی۔ علامہ اکبر علی دہخدا کے متعلق بھی مصنف کتاب اقبال ایرانیوں کی نظر میں نے متضاد حوالے دیئے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں ۱۹۵۲ء میں بعض ایرانی دوستوں کے توسط سے علی اکبر دہخدا سے یومِ اقبال کی صدارت کی گئی درخواست کی، پہلے تو انہوں نے ضعفِ پیری وغیرہ کی وجہ سے انکار کیا۔[۲۱] اور پھر کہا ''سچ تو یہ ہے کہ کمزوری کے علاوہ ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ مَیں نے اقبال کا کلام بالکل نہیں پڑھا۔''[۲۲] اخر میں وہ مصنف کتاب سے اقبال کے متعلق اور ''پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق'' کے مطالعے کے بعد تقریب میں شرکت پر راضی ہو گئے۔ اس حوالے سے مصنف کتاب لکھتے ہیں کہ علامہ دہخدا نے کہا ''مَیں بڑے فخر سے حاضر ہوں گا اور اقبال کے جہاد سے متعلق ہی چند کلمے اپنی صدارتی تقریر میں کہوں گا۔'' علامہ کی تقریر اور منظوم قطعہ کتاب میں موجود ہے۔[۲۳] جب ہم کتاب میں علامہ دہخدا کے خطبے کے متن کا رُخ کرتے ہیں تو وہاں لکھا ہے ''علامہ دہخدا نے ۱۹۵۱ء میں یومِ اقبال کے جلسہ کی صدارت کرتے ہوئے فرمایا''[۲۴] جبکہ منظوم قطعہ کے متعلق لکھا گیا ہے ''علامہ دہخدا نے ایک اور موقع پر اقبال کے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار ان اشعار میں کیا ہے۔''[۲۵] مصنف کتابِ مذکورہ کے ان اقتباسات سے ہم تین نتائج اخذ کر سکتے ہیں۔ (۱) علامہ دہخدا نے یومِ اقبال ۱۹۵۲ء میں صدارتی خطبہ دیا۔ (۲) ۵۲-۱۹۵۳ء سے پہلے علامہ دہخدا نے اقبال کو نہیں پڑھا تھا۔ (۳) علامہ دہخدا نے ۱۹۵۱ء میں صدارتی خطبہ دیا تھا۔ یومِ اقبال ۱۹۵۱ء کی اخباری رپورٹوں سے موخر الذکر دونوں باتیں درست ثابت نہیں ہوتیں، کیونکہ علامہ دہخدا نے جو صدارتی خطبہ دیا تھا وہ دراصل ۱۹۵۲ء کا تھا، نہ کہ یومِ اقبال ۱۹۵۱ء کا۔ جو حقیقتِ حال سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ علامہ دہخدا نے یومِ اقبال ۱۹۵۱ء میں فی البدیہہ چند اشعار علامہ اقبال کے متعلق کہے تھے جس سے مصنف کتابِ مذکورہ کا یہ دعویٰ خلافِ حقیقت ثابت ہو رہا ہے کہ علامہ دہخدا نے ۱۹۵۲ء سے پہلے علامہ اقبال کو نہیں پڑھا تھا۔ اس کے علاوہ مصنف کتابِ مذکورہ علامہ دہخدا کے جس

قطعے کے متعلق پہلے ۱۹۵۲ء[۲۶] اور پھر ایک اور موقع پر[۲۷] لکھتے ہیں، میرے خیال میں وہ یومِ اقبال ۱۹۵۱ء کے وہی فی البدیہہ اشعار ہیں جن کا ذکر مندرجہ بالا اخباری رپورٹ کے ذریعے سامنے آیا ہے۔

وزیر اعظم حسین علاء کے پیغام[۲۸] کے علاوہ سینیٹ کے سربراہ، اراکینِ پارلیمنٹ، اہلکارانِ حکومت اور سفارت خانوں کے سربراہان کی موجودگی، تقریب کی کارروائی کا براہِ راست نشر ہونا، یومِ اقبال کی مناسبت سے گلوکاروں کی دُھنیں تیار کرنا اور پورے ملک میں تقریب کا ذوق وشوق سے سنا جانا ایسی تسکین افزا اور فکر انگیز خبریں ہیں جن سے یقیناً اقبال اور اس وقت کی ایرانی حکومت کے حوالے سے ذہنوں میں موجود بعض غلط فہمیوں میں کمی آ جاتی ہے۔ مختلف انگریزی اخبارات کی منتشر خبروں کو یکجا کر کے پیش کرنا ڈاکٹر ملک کی اہم کاوش ہے۔ اس سے اقبال اور ایران کے حوالے سے اہم تحقیقی معلومات سامنے آئی ہیں۔

دی سول اینڈ ملٹری گزٹ، کراچی، ۲۴۔ اپریل ۱۹۵۱ء، لکھتا ہے کہ مرزا محمد تقی بہار ۲۱۔ اپریل ۱۹۵۱ء کو ۷۰ سال کی عمر میں عین یومِ اقبال کے موقع پر وفات پا گئے۔ سفیر پاکستان راجہ غضنفر علی خان نے ان کی موت پر گہرے دُکھ اور رنج کا اظہار کیا اور بہار کی علامہ اقبال سے محبت، لاہور میں مرنے اور دفن ہونے کی ان کی خواہش اور ان کی اتفاقی موت کا ذکر کرتے ہوئے کہا:[۲۹]

When we come to think of [the] significant fact that the Maliku'shu'ara passed away exactly on the same day as Iqbal bade good bye to this world, we have reason to be proud of a celestial sphere of these two sublime souls."

ملک الشعرا بہار کو علامہ اقبال اور پاکستان سے گہری محبت تھی۔[۳۰] اُنہوں نے علامہ اقبال کے متعلق کہا تھا کہ ''مَیں علامہ اقبال کو ایران کی نو سو سالہ تاریخ کا خلاصہ سمجھتا ہوں۔''[۳۱]

جبکہ اپنی ایک نظم میں اُنہوں نے اقبال کو یوں خراجِ تحسین پیش کیا تھا:

عصر حاضر خاصۂ اقبال گشت واحدی کز صد ہزاران برگذشت

شاعران گشتند جیشی تار و مار وین مبارز کرد کار صد سوار[۳۲]

علامہ اقبال سے اپنی گہری محبت اوران کے پہلو میں دفن ہونے کی خواہش کا اظہار ملک الشعرا بہار نے ملک غلام محمد (وزیرِ مالیات پاکستان) کے دورۂ ایران کے موقع پر یوں کیا تھا۔''مَیں کئی بار عرفانی سے اس کا اظہار کر چکا ہوں کہ کاش مجھے اپنے دوست ''اقبال'' کے شہر و دیار میں ابدی جائے اقامت مل جائے، کوئی پاکستانی میرا یہ مکان خریدے اوراس کے بدلے لاہور میں کوئی کلبۂ کو چک مجھے دے دے۔مَیں لاہور کی خاک میں جو میرے لیے ایران ہی کا تاریخی حصہ ہے، دفن ہونا پسند کروں گا۔''[۳۳] ڈاکٹر عبدالحمید عرفانی نے اپنی کتب اقبال ایرانیوں کی نظر میں اورایران اقبال میں بہار کی عرفانی اورعرفانی کی بہار سے محبت کا ذکر تو کیا ہے مگر افسوس کہ پاکستان کی بہار سے محبت پر مبنی مندرجہ بالاتعزیتی بیان کا ذکر نہیں کیا۔ درج بالا اخبار نے پاکستان کی بہار سے محبت کی اس نشانی کو محفوظ کر کے موجودہ اور آنے والے محققین اقبال و ایران و پاکستان کو ایک اہم دستاویز فراہم کی ہے جسے ایک اہم انکشاف بھی کہا جا سکتا ہے۔

دی پاکستان ٹائمز، ۲۰۔ اپریل ۱۹۵۲ء، دی سول اینڈ ملٹری گزٹ، کراچی، ۲۳۔ اپریل ۱۹۵۲ء دی مارننگ نیوز، ۲۸۔ اپریل ۱۹۵۲ء، ڈان، کراچی ۲۴۔ اپریل ۱۹۵۲ء، کے مطابق یومِ اقبال ۱۹۵۲ء کی تقریب تہران کے پاکستانی سفارت خانے میں منعقد ہوئی جس میں ۳۰۰ سے زائد مہمانوں نے شرکت کی، جن میں مشہور محققین، اراکینِ کابینہ، شعرا اور صحافی شامل تھے۔ ریڈیو ایران نے ڈیڑھ گھنٹے کی کارروائی براہِ راست نشر کی۔ سفیر پاکستان غضنفر علی خان نے کہا کہ علامہ اقبال نے مسلمانوں کو قرآن سے غیر مشروط طور پر وابستہ ہونے کا پیغام دیا، نیز یہ کہ تاریخ میں ایسی مثالیں کم ملتی ہیں کہ ایک شاعر نے مصلح ومجاہد بن کر آزادی کے لیے جدوجہد کی ہو۔ اس موقع پر ایران کے عظیم محقق اور قاموس نگار علامہ دہخدا نے اپنے تاریخی خطبے میں

اقبال کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا:

"Iqbal felt like a poet, thought like a philospher and worked like a practical statesman to set up an Islamic state."[34]

بھارتی سفیر ڈاکٹر تارا چند نے کہا کہ علامہ اقبال صرف پاکستان و بھارت کے شاعر نہ تھے بلکہ پوری دُنیا کے شاعر تھے کیونکہ ان کا کلام آفاقی ہے۔ سعید نفیسی، مجتبیٰ مینوی، محمد مُعین اور یغمائی نے اقبال تحسین پیش کیا، جبکہ خلیفہ عبدالحکیم نے بھی اس موقع پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ایران کے وزیراعظم محمد مصدق بیماری کی وجہ سے خود تو تشریف نہ لا سکے تاہم انہوں نے اپنے پیغام کے ذریعے اس تقریب میں شرکت کی۔ انہوں نے کہا:

Iqbal was looking forward to the day when the East under the influence of the widespread movement, deriving its inspiration from Iqbal, would throw off the yoke of slavery and would uproot for ever the heavy shackles of imperialism, which were holding the East in bondage by giving it vicious name of backward countries. Every nation would rule in its own name and merit through the medium of collective justice.[35]

یومِ اقبال کی اس تقریب کی تفصیل 'اقبال ایرانیوں کی نظر میں' میں مختلف ملتی ہے۔ ڈاکٹر عرفانی لکھتے ہیں کہ اپریل ۱۹۵۲ء میں یومِ اقبال ایران کے مشہور ادب دوست لکھاری ادیب السلطنت سمیعی مرحوم کی صدارت میں منایا گیا جس میں وزیراعظم وقت ڈاکٹر محمد مصدق کے پیغام کا ریکارڈ سنایا گیا اور جلسہ کی تمام کارروائی مرکزی وصوبائی تمام ریڈیو سٹیشنوں سے براہِ راست ریلے کی گئی۔ یہاں یہ ذکر بھی مناسب ہوگا کہ ان دنوں وزیراعظم ایران تیل کے تاریخی جھگڑے میں مشغول تھے اور ان کے اور ریڈیو تہران کے لیے چند منٹ نکالنا ایک دشوار

امر تھا۔ سیکرٹری انفارمیشن آقائے فرہمند نے مجھے کہا کہ وزیراعظم کے پاس پیغام ریکارڈ کرانے کا وقت نہیں اور ریڈیو تہران کے قومی وضروری پروگرام ایسے ہیں کہ یومِ اقبال کی کارروائی ریلے نہ ہوسکے گی۔ مَیں نے ٹیلی فون پر اقبال کی اہمیت ڈاکٹر مصدق کے گوشِ گذار کی۔ ڈاکٹر مصدق نے اسی وقت سیکرٹری انفارمیشن اور ڈائریکٹر ریڈیو تہران کو حکم دیا کہ فوراً یومِ اقبال کے جلسے کی کارروائی کو ریڈیو سے ریلے کرنے کا انتظام کیا جائے۔ اس کے علاوہ، اُنہوں نے پیغام ریکارڈ کرا کر بھیجنے کا وعدہ بھی کیا۔ چند گھنٹوں میں انتظامات مکمل ہو گئے۔ اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ ایران کو جو اقبال سے ربط اور دلچسپی ہے وہ سیاسی کشمکشوں سے بہت بالاتر ہے۔'' [۳۶]

پہلی بات تو یہ ہے کہ 'اوپر ذکر آ چکا ہے' یومِ اقبال ۱۹۵۲ء کی صدارت علامہ دہخدا نے کی تھی نہ کہ سمیعی مرحوم نے۔ سمیعی مرحوم نے یومِ اقبال ۱۹۵۳ء کی صدارت کی تھی، جس کی تفصیل آ گے آ رہی ہے۔ اس طرح وزیراعظم مصدق کے مندرجہ بالا پیغام کا متن بھی کتابِ مذکورہ کے متن سے مختلف ہے۔[۳۷] وزیراعظم مصدق جس کے پیغام کا حوالہ ڈاکٹر عرفانی نے دیا ہے، اس کا تعلق بھی یومِ اقبال ۱۹۵۳ء سے ہے۔ اس کی تفصیل بھی آ گے آ رہی ہے۔ تیل کا جھگڑا ۱۹۵۳ء میں پیش آیا تھا۔[۳۸] اخبارات کی رپورٹس سے پتہ چلتا ہے کہ وزیراعظم مصدق نے یومِ اقبال ۱۹۵۲ء اور ۱۹۵۳ء دونوں مواقع پر پیغامات دیے تھے۔ ڈاکٹر ملک کے بیان کے مطابق اس سال پاکستان قونصلیٹ، زاہدان میں بھی یومِ اقبال منایا گیا جس میں بلوچستان کے گورنر جنرل اسلامی کے علاوہ صوبہ سیستان کے گورنر نے بھی شرکت کی۔ اسلامی نے علامہ اقبال کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے عالمِ اسلام کے اتحاد کی دُعا کی، ڈائریکٹر ایجوکیشن نے اقبال کے کارناموں پر روشنی ڈالی جب کہ نائب سفیر پاکستان محمد ایوب نے کہا کہ قائداعظم نے پاکستان کی صورت میں افکارِ اقبال کو عملی شکل دی۔ تقریب میں دوسو مہمانوں نے شرکت کی۔ جن میں بعض فوجی حکام اور سرکاری اداروں کے سربراہان بھی شامل تھے۔ اس موقع پر تین ایرانی شعرا نے اپنا کلام بھی پیش کیا۔''[۳۹] 'اقبال ایرانیوں کی نظر میں' میں اس تقریب کا ذکر نہیں ملتا کیونکہ اس میں زیادہ تر تہران میں اقبال کے حوالے سے منعقدہ تقریبات کا احاطہ کیا گیا ہے۔

اس حوالے سے یہ رپورٹ بھی ایران میں اقبال شناسی کے حوالے سے ایک اہم انکشاف کا درجہ رکھتی ہے کیونکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تہران سے باہر بھی ایامِ اقبال کی تقریبات کا باقاعدہ انعقاد ہوتا رہا ہے۔

دی مارننگ نیوز ۲۹۔اپریل ۱۹۵۳ء کے مطابق تہران کے پاکستانی سفارتخانے میں یومِ اقبال کا انعقاد کیا گیا۔ مسٹر عادل السلطان سمیعی نے تقریب کی صدارت کی۔ اس موقع پر وزیراعظم مصدق نے پیغام دیتے ہوئے کہا:[۴۰]

The torch of light lit by Iqbal for the guidance of humanity would shine for ever with ever-increasing brilliance. Iqbal took pride in associating himself with Iranian thinkers of Rum and Tabriz, while Iran today looks up to him with reverence."

جناب سمیعی نے کہا کہ علامہ اقبال پاکستان کی طرح ایران کے بھی قومی شاعر ہیں۔ وہ مسلمانوں کو ایک دوسرے کے قریب لائے اور انہیں قیادت و رہنمائی کا راستہ دکھایا۔ اس موقع پر تہران یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر حسین خطیبی[۴۱] اور درباری شاعر صادق سرمد نے بھی خطاب کیا۔[۴۲] جبکہ ایران کی وزارتِ تعلیم کے ڈائریکٹر احمد علی رجائی نے قصیدہ پڑھا۔[۴۳]

اس تقریب کے صدر عادل السلطان سمیعی اور وزیراعظم مصدق کے پیغام کے متعلق مصنف کتاب 'اقبال ایرانیوں کی نظر میں' کا خیال ہے کہ اس کا تعلق یومِ اقبال ۱۹۵۲ء سے تھا۔ ڈاکٹر عبدالحمید عرفانی ۱۹۵۲ء کا یومِ اقبال سمجھتے رہے جس کی صدارت سمیعی مرحوم نے کی تھی اور جس کے لیے وزیراعظم مصدق نے انتہائی کٹھن حالات میں پیغام دیا تھا۔ دراصل یہی زیرِ بحث ۱۹۵۳ء کا یومِ اقبال تھا۔ ڈاکٹر عرفانی سے غالباً یادداشت پر انحصار کی وجہ سے یہ غلطی سرزد ہوئی ہے۔ ایک اور اہم بات جو اخبارات کی ان رپورٹس کے ذریعے سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ مصنف کتابِ مذکورہ کا خیال تھا کہ یومِ اقبال ۱۹۵۳ء کی تقریب میں صرف ایک تقریر ہوئی تھی

اور وہ ڈاکٹر حسین خطیبی کی۔ وہ لکھتے ہیں کہ ''[حسین خطیبی نے] ۲۱۔ اپریل ۱۹۵۳ء کو ایک ہزار کے مجمع میں تقریر کی۔ پروگرام میں صرف ایک تقریر تھی اور تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی۔ ڈاکٹر حسین خطیبی کی تقریر ریڈیو تہران سے بھی نشر کی گئی جو لاکھوں لوگوں نے سنی۔'' [۴۴] اس مرتبہ یومِ اقبال میں صرف خطیبی ہی کی تقریر تھی جس کو حاضرین نے اور اور ایران کے طول وعرض میں سامعین نے ریڈیو پر سنا۔'' [۴۵] یہ بیان درست نہیں، کیونکہ اس تقریب میں عادل السلطان سمیعی کی صدارتی تقریر اور وزیراعظم محمد مصدق کا پیغام موجود تھا۔ اس کے علاوہ صادق سرمد اور وزارتِ تعلیم کے ڈائریکٹر احمد علی رجائی نے قصیدے بھی پیش کیے تھے۔

دی مارننگ نیوز ۲۰۔ اپریل، ۱۹۵۳ء کے مطابق ۲۰۔ اپریل ۱۹۵۳ء کو زاہدان کے پاکستانی قونصلیٹ میں یومِ اقبال منایا گیا جس میں ۱۰۰ مہمانوں، بلوچستان اور سیستان کے گورنروں علاقے کے فوجی حکام، مختلف اداروں کے سربراہوں اور ان کے معاونین کے علاوہ زاہدان کے ماہرینِ تعلیم نے بھی شرکت کی۔ زاہدان کے مجتہد آقائے کفائی نے اختتامی جبکہ سفیر پاکستان نے افتتاحی تقاریر کیں۔ شاعر و ماہر تعلیم آقائے خدائی نے ''روزِ اقبال'' [۴۶] کے عنوان سے اپنا منظوم کلام پیش کیا۔ پریس کے نمائندے آقائے رفاقت اور بلوچستان کے قائم مقام ڈائریکٹر ایجوکیشن، آقائے رفیع نے اقبال کی شخصیت اور فکر وفن پر روشنی ڈالی۔ اس کے علاوہ جنرل آقائے تیمور مُعین نے بھی اقبال کو پُرزور خراجِ تحسین پیش کیا۔ [۴۷] درج بالا تقریب کی روداد بھی 'اقبال ایرانیوں کی نظر میں' میں موجود نہیں۔ اسی طرح دی سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور، ۱۲۔ مئی ۱۹۵۳ء کے مطابق ایران کی ویمن ایڈوائزری کونسل نے یومِ اقبال کی تقریب تہران کے پاکستانی سفارتخانے میں منعقد کی، جس میں کالجوں کی سربراہوں اور دوسری محقق خواتین نے شرکت کی۔ ڈاکٹر سکینہ کاظمی نے اقبال کو برصغیر میں فارسی کے محافظ اور اسے تقویت بخشنے والی شخصیت کے طور یاد کیا۔ [۴۸] اُنہوں نے پیامِ مشرق کی چند غزلیں بھی سنائیں اور تجویز پیش کی کہ اقبال کے کلام کو طلبہ و طالبات تک پہنچایا جائے۔ اس تجویز کا فوری اثر ہوا۔ ڈاکٹر ملک اخبار کے حوالے سے لکھتے ہیں: [۴۹]

There was immediate response to Dr. Kazimi's suggestion for introducing Iqbal's poetry in schools and colleges and all the heads of teh. educational institutions present offered co-operation and support in preparation and distribution of books containing articles on Iqbal and selection from his poetry.

اس کے متعلق مصنف کتاب ''اقبال ایرانیوں کی نظر میں'' میں لکھتے ہیں کہ ۷۔مئی ۱۹۵۳ء کی اس تقریب میں ''تہران کے زنانہ کالجوں اور سکولوں کی لیکچررز اور دیگر پڑھی لکھی خواتین کو دعوت دی گئی تھی۔ خاتون ڈاکٹر تکلینہ کاظمی نے اقبال کی زندگی اور اس کی شاعری کے مختلف پہلوؤں پر اس موقع پر ایک عام فہم تقریر کی۔''[۵۰]

ڈاکٹر تکلینہ کاظمی کی یہ تقریر کئی لحاظ سے اہم تھی۔[۵۱] اس سے جہاں ایران کی خواتین کی اقبال سے دلچسپی کا پتہ چلتا ہے وہاں اس حقیقت کا بھی انکشاف ہوتا ہے کہ ایرانی مائیں ابتدا ہی سے اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت افکارِ اقبال کی روشنی میں کرنا چاہتی تھیں۔ ایران کی درسی کتب میں اقبال کو شامل کرنے کی تجویز اور تمام حاضرین کی جانب سے اس کی پُرزور تائید سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ایران میں ۱۹۵۳ء ہی سے علامہ اقبال کو نصاب میں شامل کرنے کی خواہش موجود تھی۔ چنانچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ انقلابِ اسلامی ایران ۱۹۷۹ء کے بعد اقبال کو جس طرح ایران کی درسی کتب میں شامل کیا جاتا ہے اور اسے اقبال شناسی اور اقبال دوستی کے جس حقیقی دور[۵۲] سے تعبیر کیا جاتا ہے، اس کی بنیادیں ۱۹۵۳ء میں رکھی جا چکی تھیں، البتہ ڈاکٹر عرفانی نے اس تجویز کا ذکر اپنی کتاب میں نہیں کیا۔ ایران میں اقبال شناسی کے حوالے سے یہ رپورٹ بحیثیت مجموعی ایک اہم انکشاف کا درجہ رکھتی ہے۔

دی مارننگ نیوز کراچی، ۱۲۔مئی ۱۹۵۷ء کے مطابق یومِ اقبال ۱۹۵۷ء ایرانی وزیراعظم کے زیرِ صدارت منعقد ہوا۔ جنرل رضا، سفیر پاکستان در ایران نے اقبال کی آفاقی

اہمیت پر روشنی ڈالی جبکہ صادق سرمد نے اس موقع پر اپنا قصیدہ سنایا۔ درباری شاعر سرمد نے پہلا قصیدہ یومِ اقبال ۱۹۵۰ء میں پیش کیا تھا۔ اس کے بعد وہ نو سال زندہ رہا اور ہر یومِ اقبال پر بہتر سے بہتر قصیدہ پیش کرتا رہا۔[۵۳]

یومِ اقبال کی اس تقریب کی رپورٹ اس لحاظ سے مزید تحقیق کی متقاضی ہے کہ اس میں سفیرِ پاکستان کی تقریر تو ملتی ہے مگر ایرانی وزیرِاعظم کا خطاب موجود نہیں۔ ڈاکٹر ملک کو اس طرف توجہ دینے کی ضرورت تھی۔ ایران میں اقبال شناسی کے حوالے سے یہ تقریر انتہائی اہمیت کی حامل ہوگی، لہٰذا ضرورت ہے کہ پاکستانی و ایرانی اخبارات میں اس کی مزید تحقیق کی جائے۔ اس رپورٹ کا موازنہ 'اقبال ایرانیوں کی نظر میں' سے نہیں ہوسکتا کہ وہ ۵۶-۱۹۵۵ء تک کی تقریبات و مضامین و مقالات کا احاطہ کرتی ہے۔

دی سول اینڈ ملٹری گزٹ کراچی ۲۹۔اپریل، ۱۹۵۸ء کے مطابق ایران و پاکستان کلچرل ایسوی ایشن کے زیرِ نگرانی یومِ اقبال منعقد ہوا، جس میں پانچ سو سے زیادہ شرکاء موجود تھے۔ اس موقع پر ایران کے وزیرِ تعلیم محمد مہران نے کہا:[۵۴]

"علامہ اقبال کی شاعری اہلِ ایران کے دل میں بس گئی ہے۔"

ایرانی وزیرِ تعلیم کا یہ جملہ ایران میں اقبال شناسی کی روایت کے حوالے سے دعوتِ فکر دیتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ۱۹۵۸ء تک علامہ اقبال نے ایرانیوں کے دلوں میں گھر کر لیا تھا جس سے ڈاکٹر عبدالحمید عرفانی کی یہ بات حقیقت بن کر سامنے آتی ہے کہ "۱۹۵۵ء سے اقبال کو ایران میں قومی ہیرو کا مقام حاصل ہو چکا تھا۔"[۵۵] بحیثیتِ مجموعی پاکستان کے انگریزی اخبارات کی یہ رپورٹیں جنہیں ڈاکٹر ندیم شفیق ملک نے اپنے مقالے[۵۶] میں یکجا کر کے مذکورہ مضمون کی صورت میں پیش کیا ہے، ایران میں اقبال شناسی کے حوالے سے بڑی اہم ہیں۔ تاہم ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان میں انگریزی اخبارات کی طرح ایرانی انگریزی و فارسی اخبارات کو بھی اقبال شناسی کے حوالے سے بااحتیاط تمام کھنگالا جائے۔ اس کے علاوہ ۱۹۵۸ء کے بعد ایران میں اقبال شناسی کے حوالے سے تحقیق کی بھی اشد ضرورت ہے تاکہ اس

دور میں علامہ اقبال سے اہلِ ایران کی دلچسپی اور محبت کا صحیح اندازہ ہو سکے۔

## حواشی:

[۱] ابرار خٹک، ''مجلہ پیغامِ آشنا کی اقبال شناسی'' (مقالہ برائے ایم فل اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۰۷ء)

[۲] ندیم شفیق ملک، ڈاکٹر، "Iqbal Day Celebrations in Iran as Reflected in the English Dailies of Pakistan - 1950-53, 1957-58"، پیغامِ آشنا، (اقبال نمبر)، شمارہ ۱۲-۱۱، مارچ ۲۰۰۳ء، ص ۱۱۔

[۳] ندیم شفیق ملک، ڈاکٹر، *Perception of Life and Works of Allama Iqbal in Pakistan's English Journalism:* A Survey of the English dailies، مقالہ برائے پی ایچ ڈی (اقبالیات) اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ۲۰۰۲ء۔

[۴] عبدالحمید عرفانی، اقبال ایرانیوں کی نظر میں، (صدارتی خطبہ از بہار)، ص ۵۳۔

[۵] "Iqbal Day Celebrations"، پیغامِ آشنا (اقبال نمبر)، شمارہ ۱۲-۱۱، ص ۱۲۔

[۶] اقبال ایرانیوں کی نظر میں، (قصائد سرمد)، ص ۲۸۵-۲۵۸۔

[۷] ایضاً، ص ۱۶۔

[۸] محمد اقبال، کلیاتِ فارسی، مرتبہ احمد سروش، تہران، انتشارات سنائی، اشاعتِ ششم، ۱۳۷۳ش، ص ۳۷۷۔

[۹] عبدالحمید عرفانی، اقبال ایرانیوں کی نظر میں، ص ۳۴۸۔

[۱۰] Iqbal Day Celebrations، پیغامِ آشنا، شمارہ ۱۲-۱۱، ص ۱۳-۱۲۔

[۱۱] ایران اقبال، سیالکوٹ، بزمِ رومی، اشاعتِ اوّل، ۱۹۸۶ء۔

[۱۲] اقبال ایرانیوں کی نظر میں، ص ۱۶۔

[۱۳] سلیم اختر، ڈاکٹر، ''اقبال اور ہمارے فکری رویے''، ایران میں اقبال شناسی کی روایت، لاہور: سنگِ میل پبلشرز، ۱۹۸۲ء، ص ص ۱۶۵۔

[۱۴] اقبال ایرانیوں کی نظر میں، (خطبہ)، ص ۲۱۳۔

[۱۵] برائے متن خطاب اقبال ایرانیوں کی نظر میں، ص ۳۴۸۔

[۱۶] ایضاً، ص ۹۷، ۱۲۹۔

[۱۷] ایضاً، ص ۸-۲۲۲۔

[۱۸] ایضاً، ص ۲۱۲۔

[۱۹] طہران ہو گر عالمِ مشرق کا جنیوا شاید کرۂ ارض کی تقدیر بدل جائے

[۲۰] شمارہ ۱۲-۱۱، ص ۱۵-۱۴۔

[۲۱] ایضاً، ص ۲۴۸۔

[۲۲] ایضاً، ص ۱۹۔

[۲۳] ایضاً، ص ۲۱۹۔

[۲۴] ایضاً، ص ۲۰۷۔

[۲۵] ایضاً، ص ۲۱۲۔

[۲۶] ایضاً، ص ۱۹۔

[۲۷] ایضاً، ص ۲۱۲۔

[۲۸] حسین علاء نے ۱۹۵۱ء میں اقبال کے متعلق کہا ''(اقبال) خود را در ردیف درخشاں ترین ستارگان آسمان قرار داد۔'' اسی طرح جمہوری اسلامی ایران کے روحانی رہنما آیت اللہ خامنہ ای نے ۱۹۵۶ء میں اقبال کو ''مشرق کا بلند ستارہ'' کہا تھا۔

[۲۹] پیغام آشنا، شمارہ ۱۲-۱۱، ص ۱۵۔

[۳۰] بہار نے ۱۹۵۰ء میں اپنا مشہور قصیدہ ''رود بہ پاکستان'' کہا تھا، ملاحظہ ہو: بہاء الدین اورنگ (مرتب)، یادنامۂ اقبال، لاہور: خانہ فرہنگ ایران، ۱۹۷۸ء، ص ۱۵۳۔

[۳۱] اقبال ایرانیوں کی نظر میں، ص ۲۔

[۳۲] ایضاً، ص ۴۲۔

[۳۳] عبدالحمید عرفانی، ایران اقبال، ص ۱-۱۶۰۔

[۳۴] پیغام آشنا، شمارہ ۱۲-۱۱، ص ۱۶۔

[۳۵] ایضاً، ص ۱۷۔

[۳۶] اقبال ایرانیوں کی نظر میں، ص ۳۵۲۔

[۳۷] ایضاً، ص ۳۵۴۔

[۳۸] اسلامی انقلاب کا خونین آغاز، تہران: مرکز تبلیغات، ۱۴۰۴ھ ق، ص ۳۔

پیغام آشنا، شمارہ ۱۲-۱۱، ص ۱۷۔

[۴۰] ایضاً، ص ۱۸۔

[۴۱] اقبال ایرانیوں کی نظر میں، ص ۱۵۸-۱۰۳۔

[۴۲] ایضاً، ص ۸-۲۵۶۔

[۴۳] یہ قصیدہ اس وقت کے وزیراعظم کے ایما پر لکھا گیا تھا۔ ملاحظہ ہو: ''اقبال ایرانیوں کی نظر میں''، ص ۲۳۶، ۲۴۱۔

[۴۴] ایضاً، ص ۲۰۔

[۴۵] ایضاً، ص ۱۳۱۔

[۴۶] ایضاً، ص ۳۳۱۔

[۴۷] پیغام آشنا، شمارہ ۱۲-۱۱، ص ۱۹-۱۸۔

[۴۸] اقبال ایرانیوں کی نظر میں، ص ۸۵-۱۷۳۔

[۴۹] پیغام آشنا، شمارہ ۱۲-۱۱، ص ۳۰۔

[۵۰] اقبال ایرانیوں کی نظر میں، ص ۵-۱۸۳۔

[۵۱] ایضاً، ص ۲۰۔

[۵۲] نک: پیغام آشنا، شمارہ ۱۲-۱۱، ص ۲۰۔

[۵۳] ایران اقبال، ص ۱۸۷۔

[۵۴] پیغام آشنا، شمارہ ۱۲-۱۱، ص ۲۱۔

[۵۵] ایران اقبال، ص ۲۲۔

[۵۶] دیکھیے، حوالہ شمارہ ۱، بالا۔